www.KitaboSunnat.com

السنۃ والحدیث

غازی عزیر

کیا مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پروانۂ نجات ہیں؟

ہندوستان وپاکستان سے تشریف لانے والے اکثر حجاج وزائرین اور مملکت سعودیہ میں مقیم برصغیر سے متعلق تارکین وطن کی اکثریت کو عموماً یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ جو شخص مسجدِ نبوی میں چالیس[1] نمازیں کسی بھی نماز کو قضاء ہوتے بغیر (مسلسل) باجماعت پڑھ لے تو اس کے لیے جہنم، عذاب اور نفاق سے براءت کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔ حج اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی رہنمائی کرنے والی بعض اردو کتابوں میں بھی مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں مسلسل پڑھنے کا ذکر بتاکیدِ شدید ملتا ہے۔ لہٰذا ہر مرد وزن حتی المقدور اس بات کی کوشش کرتا ہے یہ تینوں بیش قیمت پروانے اس کو بہر صورت حاصل ہو جائیں۔ اس مقصد کے لیے مدینہ منورۃ کے بیشتر زائرین وہاں ایک ہفتہ قیام کا التزام کرتے ہیں تاکہ مسجد نبوی میں چالیس[1] نمازیں باجماعت ادا کرنے کی شرط پوری کر کے اس پروانۂ نجات کو حاصل کر سکیں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے ان کی کوئی نماز چھوٹ جاتی ہے تو مزید ایک ہفتہ اس کی تکمیل کے لیے وہاں قیام کیا جاتا ہے۔

مسجدِ نبوی کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنا بلاشبہ انتہائی افضل اور خوش نصیبی کی بات ہے بلکہ بیشتر صحیح احادیث میں تو مسجدِ نبوی میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ دنیا کی باقی تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل بتایا گیا ہے[1]۔ لیکن کسی ایک صحیح حدیث

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۳ ص ۶۳-۶۸، صحیح مسلم کتاب الحج حدیث ۵۰۵-۵۱۰، جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۶۹-۲۷۰، سنن نسائی مع تعلیقات سلفیہ ج ۱ ص ۸۰-۸۱، سنن ابن ماجہ کتاب الاقامۃ باب ۱۹۳، سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ باب ۱۳۱، موطأ امام مالک کِتَابُ النَّهْيِ عَنْ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ حدیث ۹، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۴، ج ۲ ص ۱۶، ۲۹، ۵۳، ۶۸، ۱۰۱، ۱۵۵، ۲۲۹، ۲۵۱، ۲۵۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۳۸۶، ۳۹۷، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۳، ۴۸۵، ۴۹۹، ۵۲۸، ج ۳ ص ۷۷، ۷۸، ۱۵۵، ج ۴ ص ۵، ۸۰، ج ۶ ص ۳۳۳، ۳۳۴، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۹۵۰، ۱۳۶۲، ۱۸۲۶ وکذا فی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۴ ص ۳ وسبل السلام فی شرح بلوغ المرام من جمع ادلۃ الاحکام للشیخ محمد بن اسماعیل الکحلانی (م ۱۱۸۲ھ) ج ۲ (جزء ۲) ص ۲۱۷ وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی محض وہاں مسلسل چالیس[۱] نمازیں باجماعت پڑھنے پر جہنم، نفاق اور عذاب سے براءۃ کا مستحق ہو جانا مروی نہیں ہے۔ نیز اس کو صحیح تسلیم کر لینے سے ایک طرف تو صوفیاء کے مزعومہ عدد چالیس[۴۰] میں پوشیدہ خصوصیت یعنی چلّہ کشی کی تائید ہوتی ہے، دوسری طرف مسجد الحرام کی فضیلت کا استخفاف اور جنت کا حصول انتہائی سہل نظر آتا ہے چنانچہ زائرین مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی غلط تصور کی اصلاح کے پیشِ نظر زیرِ نظر مضمون مرتب کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک روایت جو کتبِ احادیث میں ملتی ہے، حسبِ ذیل ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلَاةً لَا تَفُوْتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ۔	"حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں (اس طرح) پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی تو اس کے لیے جہنم، عذاب اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔"

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل ؒ نے اپنی "مسند"[۲] میں اور امام طبرانی ؒ نے اپنی "معجم الاوسط"[۳] میں بطریق عبدالرحمٰن بن ابی الرجال عن نبیط بن عمرو عن انس بن مالک مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اس روایت کے متعلق علامہ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (م ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: "اس حدیث کو امام احمدؒ اور طبرانی ؒ نے "اوسط" میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں"[۴]۔ اور علامہ منذری ؒ فرماتے ہیں: "اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے، اس کے رواۃ "صحیح" کے رواۃ ہیں طبرانی ؒ نے بھی اس حدیث کو "اوسط" میں روایت کیا ہے"[۵]۔ مسجد حرام کے مدرس شیخ ابو عبدالکریم و ابو عبدالرحمٰن محمد سلطان المعصومی الخجندی المکی نے بھی اس حدیث کو اپنے کتابچہ "مشاہدات المعصومیۃ عند قبر البریۃ فی المدینۃ الطیبۃ"[۶] میں نقل کر کے اس کی توقیر کی ہے۔ اسی طرح شیخ سید سابق نے بھی "فقہ السنۃ" میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: "اس کو امام احمدؒ اور طبرانی ؒ نے بسندِ صحیح روایت کیا ہے"[۷]۔

---

۲ مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۵، ۳ معجم الاوسط للطبرانی ج ۱ ص ۱۲۵، ۴ مجمع الزوائد للہیثمی ص ۸ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۸۲ء، ۵ الترغیب والترہیب للمنذری ج ۲ ص ۱۳۶، ۶ مشاہدات المعصومیۃ للمعصومی الخجندی ص ۲۰ طبع رئاسۃ ادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد بالریاض، ۷ فقہ السنۃ للسید سابق ج ۲ ص ۱۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن حق یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے تمام رجال نہ "ثقات" اور صحیح کے رواۃ میں سے ہیں (جیسا کہ علامہ ہیثمی اور علامہ منذری وغیرہ نے لکھا ہے) اور نہ ہی یہ حدیث بسندِ صحیح مروی ہے" (جیسا کہ سید سابق وغیرہ نے تحریر کیا ہے)۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی نبیط بن عمرو ہے۔ جس کا ذکر ابن حبانؒ نے اپنے توثیق المجہولین کے قاعدہ کے مطابق "ثقات" میں ضرور کیا ہے مگر ابنِ حبانؒ کی توثیق محدثین اور علمائے جرح و التعدیل کے نزدیک معتبر نہیں ہوا کرتی کیونکہ آں رحمۃ اللہ علیہ توثیق المجہولین کے معاملہ میں انتہائی تساہل واقع ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا مخصوص اور ذاتی نظریہ عام علمائے جرح و التعدیل اور محدثین سے قطعی ہٹ کر یہ تھا کہ جب تک کسی راوی پر کوئی جرح ثابت نہ ہو وہ مقامِ عدل پر قائم ہے۔ اسی لئے ابنِ حبانؒ کی کتاب "الثقات" میں ایسے رجال کثیر تعداد میں مل جائیں گے جو عند المحدثین قطعی مجہول الحال ہیں حتیٰ کہ خود ابنِ حبانؒ بھی اُن کے احوال سے واقف نہیں ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی جرح منقول نہ ہونے کے سبب آں رحمہ اللہ نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔

علامہ ابن حبانؒ کی توثیق کے معیار پر بحث کرتے ہوئے شیخ زاہد کوثری الحنفیؒ فرماتے ہیں: "حاکمؒ اور ابنِ حبانؒ کا تصحیح میں تساہل مشہور ہے[۸]"

ایک اور مقام پر علامہ کوثری مرحوم فرماتے ہیں:

"ابنِ حبانؒ نے ثقات میں ذکر کیا ہے لیکن ان کا ثقات میں کسی کو ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر اُس راوی کو ثقات میں ذکر کر دیتے ہیں جس پر کسی جرح کی اطلاع نہ ہو۔ اس طرح وہ اس راوی کو حدِ جہالت سے خارج کر دیتے ہیں۔ ابنِ حجرؒ نے ابنِ حبانؒ کے اِس شذوذ کی لسان المیزان میں تردید فرمائی ہے[۹]"

شیخ ابو لبابہ حسین فرماتے ہیں:

نقادِ ابنِ حبانؒ کی ثقات کا مرتبہ اس لیے گراتے ہیں کہ انھوں نے بہت کثرت کے ساتھ اس میں ایسے مجہولین کا ذکر کیا ہے جن کے احوال کا خود انہیں بھی علم نہیں ہے[۱۰]۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانیؒ فرماتے ہیں۔

"ان کی اپنی کتاب "الثقات" میں کسی شخص کا مجرد ذکر کرکے اس کی توثیق کرنا توثیق کے

۸؎ مقالات الکوثری ص۱۸۵، ۹؎ ایضاً ص۳۰۹، ۱۰؎ الجرح والتعدیل لابی لبابۃ حسین ص۱۶۹ طبع دار اللواء بالریاض، ۱۱؎ الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ص۱۱ طبع مکتبۃ عرفہ بیروت ۱۴۲۲ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادنیٰ درجات میں سے ہے۔ کیونکہ اُن کا نظریہ یہ تھا کہ وہ جس کے لیے کسی جرح سے واقف نہ ہوں وہ شخص ان کے نزدیک عدل کے مقام پر ہے تاوقتیکہ اس کی ضد ان پر واضح نہ ہو جائے۔"[۱]

اور شیخ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن حبانؒ توثیق کے معاملہ میں بہت متساہل ہیں پس انھوں نے کثیر تعداد میں مجہولین کی توثیق کی ہے جس کی صراحت خود انھوں نے ان الفاظ میں کی ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ وہ شخص کون ہے؟ یا اس شخص کا باپ کون ہے؟ یہی بات علامہ ابن عبدالهادیؒ نے "الصارم المنکی" میں بھی نقل کی ہے۔ پس تعارض کے وقت ان کا قول کوئی وزن نہیں رکھتا"[۲]

خلاصۂ کلام یہ کہ علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن عبدالهادیؒ، محمد بن جعفر الکتانیؒ، علامہ زاہد الکوثریؒ، شیخ ابو لبابہ حسین اور علامہ محمد ناصر الدین البانی وغیرہ کا ابن حبانؒ کی توثیق کے متعلق مذہب یہ ہے کہ وہ اس معاملہ میں بہت متساہل تھے۔ لہٰذا ان کی توثیق پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں مولانا ابو الحسنات عبدالحئی لکھنویؒ نے کتاب "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" میں بہت سارے محدثین کے اقوال جمع کئے ہیں، نیز "رد علی التعقیب الحثیث"[۳] اور "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی" وغیرہ کی طرف مراجعت بھی مفید ہو گی۔

پس ابن حبانؒ کا اس حدیث کے راوی نبیط بن عمرو کو اپنی کتاب "الثقات" میں ذکر کرنا نبیط کے "ثقہ" ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا جب کہ وہ عند المحدثین "مجہول عین" نہیں تو کم از کم "مجہول الحال" ضرور ہے پھر زیرِ مطالعہ حدیث کے علاوہ نبیط کسی اور روایت کے لیے قطعی معروف نہیں ہے۔ جہاں تک علامہ منذریؒ کا اسے "صحیح کے رواۃ میں سے" بیان کرنے کا تعلق ہے تو وہ محض ان کی غلط فہمی اور واہمہ ہے کیونکہ نبیط بن عمرو سے صرف شیخین ہی نہیں بلکہ اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے بھی کوئی حدیث روایت نہیں کی ہے یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری محسوس ہوتی ہے کہ کسی محدث کا کسی حدیث کے متعلق "رجالُہٗ رجالُ الصحیح" یا "رجالُہٗ ثقاتٌ" یا اسی طرح کی کوئی اور بات لکھنا اس حدیث کے

---

[۱] الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ص ۱۱ طبع مکتبہ عرفہ بدمشق ۱۳۳۲ھ۔ [۲] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱، ص ۱۳۲، ۳۳۔ [۳] رد علی التعقیب الحثیث، ص ۱۸-۲۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صحیح الاسناد" ہونے کی دلیل نہیں بن جاتا، جیسا کہ عام طور پر لوگ سمجھ بیٹھے ہیں۔ بلکہ اس قول کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ "اسکے رجال صحیح کے رجال ہیں" یا اس کے رجال ثقہ ہیں"۔ جو حدیث کی شروطِ صحت میں سے پہلی شرط ہے۔ اس قول کے باوجود حدیث کی اسناد کی سلامتی اور دوسری عللِ قادحہ مثلاً انقطاع وغیرہ کا لحاظ اور ان کی تحقیق کی ضرورت پھر بھی باقی رہتی ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کا ایک حدیث کے متعلق یہ قول ہے:

"کسی حدیث کے رجال ثقات ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح بھی ہو کیونکہ (اس حدیث میں) اعمش مدلس ہے اور اپنے سماع کا ذکر نہیں کرتا"[15] لیکن یہاں زیرِ مطالعہ حدیث کا معاملہ تو بالکل ہی مختلف نوعیت کا ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول الحال راوی موجود ہے جسے علامہ ہیثمیؒ نے ابنِ حبانؒ کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے ثقات میں شمار کر کے غلطی کی ہے پھر علامہ منذریؒ اسی مجہول الحال راوی کو صحیح کے رواۃ میں شمار کر کے اُن سے بڑی خطاء کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پس اس روایت کی اسناد کی سلامتی وصحت کی دوسری تمام شرط پوری ہونا تو درکنار اس کے رواۃ کی ثقاہت جو کسی روایت کے صحیح الاسناد ہونے کی شرط اول ہے وہ بھی پوری نہیں ہوتی۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد خود طبرانیؒ تحریر کرتے ہیں:

"لَمْ يَرْوِهِ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا نُبَيْطٌ تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ"[16]

محدثِ عصر علامہ ناصر الدین البانی حفظ اللہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب "سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة" میں بیان کرنے کے بعد ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک اور مقام پر اسی حدیث کے متعلق آں موصوف فرماتے ہیں:

"یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے کیونکہ اس روایت کے الفاظ دوسرے طرق سے وارد ہونے والی ایک دوسری روایت (جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا) کے الفاظ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس

[15] التلخيص الحبير لابن حجر ص۲۳۹ وكذا في سلسلة الاحاديث الصحيحة للألباني ج۱ ص۱۶۵ وج۲ ص۳۳۲ وغيره، [16] معجم الاوسط للطبراني ج۱ ص۱۲۵، [17] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة للألباني ج۱، ص۳۶۶ طبع المكتب الاسلامي بدمشق ۱۳۹۸ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی سند میں جہالت بھی موجود ہے" [۱۸]

علامہ موصوف نے اپنی کتاب "مناسک الحج والعمرۃ" میں زائرینِ مدینہ "منورۃ" کا اس مقصد کے حصول کیلئے مدینۃ المنورۃ میں ایک ہفتہ قیام کا التزام کرنا "مدینہ" منورۃ کی زیارت کی بدعات [۱۹] " میں سے قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

" اس سلسلے میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف ہے کہ جس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ضعف کی علت میں نے " سلسلۃ الضعیفہ حدیث ۳۶۴ " میں واضح کی ہے۔ پس اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس پر عمل کا تعلق تشریع سے ہے الخ "

اوپر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ نے دوسرے طریق سے وارد ہونے والی جس دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے ، وہ نماز کی تکبیر اولیٰ کی فضیلت کے باب میں اس طرح مروی ہے :

مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ " [۲۰]	جو شخص خالصاً اللہ کے لیے چالیس دن با جماعت تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے لیے دو برأت نجات لکھ دی جاتی ہیں۔ پہلی جہنم سے برأت دوسری نفاق سے برأت "

اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے بطریق عقبہ بن مکرم ونصر بن علی قالا نا سلم بن قتیبہ عن طعمۃ بن عمرو عن حبیب بن ابی ثابت عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ علیہ وسلم " کی ہے۔ یہ حدیث کئی اور طرق سے بھی وارد ہے جن کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ ترمذیؒ کے اس طریق میں ایک راوی حبیب بن ابی ثابت ہیں جو ثقہ تابعی اور فقیہ جلیل ہونے کے ساتھ بقولِ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کثیر الارسال اور تدلیس کرنے والے ہیں۔ علامہ ناصر الدین الالبانی نے بھی ابنِ ابی ثابت کو "مدلس" قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں : " ابن عونؒ نے ان پر کلام کیا ہے۔ لیکن میں کہتا

[۱۸] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ البانی ج ۴ ص ۶۳۱ ، [۱۹] مناسک الحج والعمرۃ فی الکتاب والسنۃ وآثار السلف وسرد ما الحق الناس بھا من البدع للألبانی ص ۶۳ طبع جمعیۃ إحیاء التراث الاسلامی کویت ۱۴۰۳ھ ۔ [۲۰] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۰۱ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ یحییٰ بن معینؒ اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے۔ صحاح کے تمام افراد نے بلا تردد ان کے ساتھ احتجاج کیا ہے"۔ ابن ابی ثابت کے تفصیلی ترجمہ کے لیے معرفۃ الثقات للعجلیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، طبقات الحفاظ للسیوطیؒ، سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، الاسامی والکنیٰ لاحمد بن حنبلؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۲۱]

"جامع ترمذیؒ کی اس حدیث کے متعلق علامہ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرھا السیئی فی الامۃ" میں فرماتے ہیں:

"اس حدیث (مسجد نبوی میں چالیسؓ نمازیں پڑھنے والی روایت) کو جو چیز مزید ضعف پہنچاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ سے مروی ایک اور حدیث دو مرفوع طریق سے وارد ہوئی ہے جس کا ایک طریق دوسرے طریق کو تقویت پہنچاتا ہے (پھر تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت والی مندرجہ بالا حدیث نقل کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں) اس حدیث (کے پہلے طریق) کی تخریج امام ترمذی (ج ۱ ص ۷ طبع احمد شاکر) نے کی ہے اور اس کے لیے حضرت عمر بن الخطابؓ کی مرفوع حدیث شاہد ہے۔ (اس حدیث کے دوسرے مرفوع طریق کی) تخریج ابن ماجہؒ (ج ۱ ص ۲۶۶) نے بسند ضعیف و منقطع فرمائی ہے اور یہ لفظ امام احمدؒ (کی مسجدِ نبوی میں چالیسؓ نمازوں والی حدیث کے الفاظ) سے قطعی مختلف ہیں۔

۲۱؎ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۸۱-۲۸۲، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۳۵، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۷۸-۱۷۹، تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص ۳۰، طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۴۳، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۵ ص ۲۸۹، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۵۱، الاسامی والکنیٰ لاحمد بن حنبل ف ۶، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۲۶۳-۲۶۴، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۲۶۹، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۳۲۳، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۹۱-۹۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۲ ص ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث (امام احمد کی مسجد نبوی میں چالیسؒ نمازوں والی حدیث ہے) قوی تر ہے جو اُس کے ضعف کو مزید مؤکد کرتی ہے[۲۲]"

امام ترمذیؒ کی تخریج کردہ حضرت انس کی تکبیر اولیٰ والی مذکورہ بالا حدیث کو علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے اپنی صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ" میں "حسن" قرار دیا ہے[۲۳] اور "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ وشیئ من فقہھا وفوائدھا" میں وارد کرکے اس کے تین طرق پر باتفصیل بحث فرمائی ہے اور اختتام بحث پر لکھتے ہیں: فی الجملہ ان طرق میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو علت سے بالکل خالی ہو مگر ان تمام کا مجموعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔ الخ"[۲۴]

چونکہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت میں وارد اس حدیث میں بھی "جہنم ونفاق سے نجات" اور صوفیاء کے مخصوص فضیلت والے عدد چالیس کا ذکر مشترک ہے لہٰذا مولانا محمد زکریا صاحب مرحوم (سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، یوپی) اپنی مشہور تصنیف "تبلیغی نصاب" میں جامع ترمذیؒ کی مذکورہ بالا حدیث نقل کرنے کے بعد اس سے "چلہ کشی" کے اثبات کے لیے دلیل فراہم کرنے کا فائدہ کس چابکدستی کے ساتھ اخذ کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"ف: یعنی جو اس طرح چالیسؒ دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا۔ منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیسؒ دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیسؒ دن کو خاص دخل ہے۔ چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیسؒ دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیسؒ دن تک، اسی طرح چالیسؒ چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلہ بھی خاص

---

[۲۲] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۳۶۶، [۲۳] صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ للالبانی ج ۲ ص ۱۰۸۹، [۲۴] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۲۳۱-۲۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں بھی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوتی [۲۵]"

مناسب بلکہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت میں وارد اس حدیث پر بھی کچھ تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔ اس حدیث کے متعلق امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث حضرت انس سے موقوفاً مروی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہو بجز مندرجہ بالا روایت کے جسے سلم بن قتیبہ نے طعمہ بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ اور جو روایت حبیب بن ابی حبیب البجلی عن انس بن مالک سے مروی ہے اور اسی طرح جسے ہناد نے وکیع عن خالد بن طہمان عن حبیب بن ابی حبیب البجلی عن انس روایت کیا ہے وہ مرفوعاً مروی نہیں ہے اس حدیث کو اسمٰعیل بن عیاش بن عمارۃ بن غزیۃ عن انس بن مالک عن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل ہے کیونکہ عمارہ بن غزیۃ نے حضرت انس بن مالک کا زمانہ نہیں پایا ہے۔" [۲۶]

امام ترمذیؒ کی اس حدیث کو امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب "العلل المتناهية في الأحاديث الواهية" میں وارد کر کے اس کے مرتبہ کو گرایا ہے۔ مگر اس پر خود کچھ کلام نہ کر کے صرف امام ترمذیؒ کا مذکورہ بالا کلام نقل فرمایا ہے [۲۷]

اب ذیل میں اس حدیث کے جملہ طرق پر بحث پیش کی جاتی ہے:

حضرت عمر بن الخطابؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی مرفوع حدیث جس کو علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ [۲۸]" میں اور مولانا محمد زکریا صاحب مرحوم نے فضائل نماز باب دوم (تبلیغی نصاب [۲۹]) میں جامع ترمذیؒ کی روایت کے لیے شاہد بیان کیا ہے اس کی تخریج ابن ماجہ نے اپنی سنن [۳۰] میں کی ہے۔

---

۲۵ تبلیغی نصاب (فضائل نماز باب دوم) مصنفہ مولانا محمد زکریا ص۳۴۸ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان - ۲۶ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص۲۰۱ ۲۷ العلل المتناهية في الأحاديث الواهية لابن الجوزی ج ۱ ص۴۳۵-۴۳۶ ۲۸ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص۳۶۶.
۲۹ تبلیغی نصاب (فضائل نماز) للزکریا ص۳۴۸ ۔ ۳۰ سنن ابن ماجہ ص۵۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :

"مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدٍ جَمَاعَةً اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عِتْقًا مِّنَ النَّارِ"

سنن ابنِ ماجہؒ کی اس روایت کے متعلق امام ترمذیؒ کا قول اوپر نقل کیا جا چکا ہے کہ "یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل ہے کیونکہ عمارہ بن غزیہ نے حضرت انس بن مالک کا زمانہ نہیں پایا ہے"[۲۱] لیکن حضرت عمر بن الخطابؓ کی اس حدیث میں ایک اور علت اسمٰعیل بن عیاش کا عمارہ بن غزیہ سے روایت کرنا بھی ہے۔ اسماعیل بن عیاش وہ راوی ہے جس کے متعلق علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :

"اپنے شہر والوں سے روایت کرنے والوں میں صدوق لیکن اُن کے علاوہ دوسروں سے روایت کرنے میں مخلط ہے"

علامہ موصوف ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

"اس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے۔ اس کی وہ حدیث جسے وہ شامیوں سے روایت کرے اکثر کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔ ابنِ معینؒ اور ابن حبانؒ نے اپنی ثقات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے"

امام نسائیؒ فرماتے ہیں: "ضعیف ہے"

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں :

"ابوحاتم فرماتے ہیں کہ اس میں لچک ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر شامیوں سے روایت کرے تو صحیح ہے اور اگر ان کے علاوہ کسی اور سے روایت کرے تو محلِ نظر ہے۔ ابنِ حبانؒ کا قول ہے کہ اپنی احادیث میں بہت غلطیاں کرتا ہے۔ چنانچہ حدِ احتجاج سے خارج ہے۔ ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابنِ معینؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسمٰعیل بن عیاش ثقہ ہے۔ ابن خزیمہؒ کا قول ہے کہ اس کے ساتھ حجت نہیں ہے۔ فسویؒ کا قول ہے کہ ایک قوم نے اسمٰعیل پر کلام کیا ہے، وہ ثقہ اور عادل ہے اکثر جن لوگوں نے اس پر کلام

[۲۱] جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱، ص ۲۰۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے ان کا قول ہے کہ حجاز کے ثقات سے غرائب بیان کرتا ہے۔ عباسؒ یحییٰؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ثقہ ہے۔ ابن ابی خیثمہؒ نے ابن معینؒ کے متعلق بتایا ہے کہ اہل شام کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ دحیمؒ کا قول ہے کہ وہ شامیین میں غایت درجہ ہے لیکن مدنیین میں خلط کا شکار ہے"۔

عقیلی فرماتے ہیں:

"اگر غیر اہل شام سے روایت کرتا ہے تو اس میں اضطراب اور خطاء کا شکار ہوتا ہے"۔

اسمٰعیل بن عیاش کے تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں الضعفاء والمتروکون للنسائی، مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان، تغلیق التعلیق لابن حجرؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، تاریخ یحییٰ بن معینؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ، کاشف للذہبیؒ، سؤالات ابن ابی شیبۃؒ لعلی بن مدینیؒ، تذہیب الکمال فی اسماء الرجال للخزرجیؒ، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکرؒ، تحفۃ الاحوذی المبارکفوریؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ[۳۳]

[۳۳] مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان ص۵۱، الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ص۳۴، تغلیق التعلیق لابن حجر ج ۱ ص۲۶۶-۲۷۰، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص۷۳، تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص۸۲، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص۳۶، تاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص۳۶۹ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص۸۸-۹۰، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص۱۹۱، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ص۲۸۸، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص۲۴۰، معرفۃ الرواۃ للذہبی ص۶، کاشف للذہبی ج ۱ ص۱۲۵، سؤالات ابن ابی شیبۃ لعلی بن مدینی ص۱۶۱، تذہیب الکمال فی اسماء الرجال للخزرجی ج ۱ ص۹۳، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص۳۲، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص۱۳۳، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص۱۲۲،۱۱۶، ج ۳ ص۲۵،۲۰، ج ۴ ص۳۵، ج ۶ ص۲۸، ج ۹ ص۲۹۵ فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص۲۵۰-۲۵۱، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص۲۳۰،۲۲۵، ۲۸۵ ج ۳ ص۸۷، ۱۰۲، ۱۳۱، ۱۷۲، ۲۶۱، ج ۳ ص۲۴۰، ۳۰۳، ۳۰۹، ۴۷۷، ۵۲۸، ۵۵۳، ۶۲۵ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص۵۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ حضرت عمر بن الخطابؓ والی اس حدیث کو اسمٰعیل بن عیاش نے ایک غیر شامی راوی (عمارہ بن غزیہ جو "مدنی" ہیں) سے روایت کیا ہے لہٰذا اس کی یہ روایت غیر محفوظ اور قطعی ناقابلِ احتجاج ہے چنانچہ اس سے شیخ محمد ناصر الدین الالبانی یا مولانا محمد زکریا مرحوم کا شہادت لانا ایک بڑی خطاء ہے۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی "التلخیص الجبیر" میں تکبیر اولیٰ کی فضیلت میں امام ترمذیؒ کے طریق سے آنے والی حضرت انس بن مالک کی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس پر اور اس باب میں وارد دوسری روایات پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"امام ترمذیؒ نے اس کو حضرت انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کی تضعیف کی ہے۔ اسے بزارؒ نے بھی روایت کیا، اور اس سے استغفار کیا ہے۔ یہ حدیث عن انس عن عمر بھی مروی ہے جسے ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے بھی ابنِ ماجہؒ کی روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہی حدیث سنن سعید بن منصورؒ میں بھی ابن عمر سے مروی ہے۔ لیکن یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس کا مدار اسمٰعیل بن عیاش پر ہے جو غیر شامیین سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اور اس کی یہ روایت ایک مدنی شخص سے ہے۔ امام دار قطنیؒ نے اس باب میں جو کچھ اختلاف ہے اس کا مفصل تذکرہ العلل میں کیا ہے اور اس کی تضعیف فرمائی ہے۔"[۳۳]

تکبیر اولیٰ کی فضیلت میں وارد روایت کا ایک اور موقوف طریق جس کی طرف امام ترمذیؒ نے اوپر اشارہ فرمایا ہے اس طرح ہے:

"عن خالد بن طهمان عن حبيب بن ابي حبيب عن انس بن مالك"[۳۴]

اس طریق کی تخریج اسلم الواسطیؒ نے اپنی تاریخ میں دو طرح فرمائی ہے:

"(۱) عن ابی العلاء الخفاف عن حبيب بن ابی حبيب عن انس بن مالك

اور (۲) عن مؤمل بن اسماعيل عن سفيان عن خالد عن ابی عميرة عن انس ابن مالك"[۳۵]

---

[۳۳] التلخيص الحبير لابن حجر ص۱۲۱، وكذا فی تحفة الاحوذی للمبارکفوری ج۱ ص۲۰۱-۲۰۲

[۳۴] جامع ترمذی مع تحفة الاحوذی ج۱ ص۲۰۱-۲۰۲ [۳۵] تاريخ الواسط ص۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذیؒ اور واسطیؒ کے ہر دو طرق میں ایک راوی "خالد" ہے جس کا مکمل نام "خالد ابن طہمان ابو العلاء الخفاف السلولی الکوفی" ہے اس راوی کے متعلق یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ "ضعیف ہے"۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ "اس کی توثیق کی گئی ہے لیکن ابنِ معینؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ وہ اپنی وفات سے دس سال قبل اختلاط کا شکار ہو گیا تھا لیکن اس سے پہلے ثقہ تھا"۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ کا قول ہے کہ "صدوق تھا، اس پر تشیع کا الزام ہے، پھر وہ اختلاط بھی کرتا تھا"۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "ابو حاتمؒ اور ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے بعض نے کہا کہ خطاء اور وہم کرتا تھا"۔ علامہ ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں کہ "صدوق تھا مگر اختلاط کرتا تھا"۔ ابن طہمان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابنِ حجرؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۳۶]۔

امام ترمذیؒ اور اسلم واسطیؒ کے پہلے طریق میں ایک اور راوی حبیب بن ابی حبیب ابو عمرو البجلی نزیل الکوفہ ہے، جسے علامہ ابن حجر عسقلانی "مقبول" بتاتے ہیں[۳۷]۔ علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی بیان کرتے ہیں کہ "ابن حبانؒ نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب "الثقات" میں کیا ہے[۳۸]۔

اسلم واسطیؒ کے آخر الذکر طریق میں خالد بن طہمان کے علاوہ ایک دوسرا راوی "ابو عمیرہ" ہے جس کے متعلق علامہ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ابو عمیرہ ثقہ ہے اور وہ انس بن مالک کا فرزند ہے[۳۹]۔ لیکن یہاں علامہ البانی کو وہم ہوا ہے کیونکہ یہ ابو عمیرہ دراصل "حبیب الاسکاف کوفی" ہے جو حضرت انس سے روایت کرتا ہے امام دارقطنیؒ نے اسے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکون" میں وارد کیا ہے۔ امام ذہبیؒ

۳۶؎ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص۱۱، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص۶۳۲، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص۲۱۴، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۵ ص۱۹۶، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص۲۸۳ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص۶۳ ۳۷؎ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص۱۴۸

۳۸؎ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص۱۰۱، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۲ ص۶۳۰۔

۳۹؎ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۲ ص۶۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کے متعلق فرماتے ہیں:"

"اس سے عن انس احادیث مروی ہیں، دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ متروک ہے"۔

ابوعمیرہ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکون للدارقطنیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، لسان المیزان لابن حجر عسقلانیؒ اور مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہو گی۔[۱]

جبیب الاسکاف ابوعمیرہ الکوفی کے اس طریق کی طرف علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

"اور جہاں تک جبیب الاسکاف کا تعلق ہے تو اس کا طریق دوسرا ہے۔ جسے ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "العلل" میں بکر بن احمد بن محمی الواسطی عن یعقوب بن تحیۃ عن یزید بن ہارون عن حمید عن انس کی مرفوع حدیث کی صورت میں وارد کیا ہے۔ (اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں): مَنْ صَلّٰى اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ صَلٰوةَ الْفَجْرِ وَصَلٰوةَ الْعِشَاءِ كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ" پھر (امام ابن الجوزیؒ) فرماتے ہیں کہ بکر اور یعقوب مجہول ہیں۔"[۲]

علامہ مبارکپوریؒ کو یہاں وہم ہوا ہے کیوں کہ امام ابن جوزیؒ کی بیان کردہ مذکورہ بالا حدیث کی پوری سند "جبیب الاسکاف" نامی راوی سے خالی ہے۔ علامہ موصوف نے امام ابن جوزیؒ کی جس کتاب "العلل" کا ذکر فرمایا ہے تو اس سے مراد ان کی کتاب "العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ" ہے۔ جس میں امام ابن جوزیؒ نے اس حدیث کا پورا طریق اسناد یوں بیان کیا ہے:

اَنَا اَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْقَزَّازُ قَالَ نَا اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا اَبُوْ الْعَلَاءِ الْوَاسِطِيُّ

[۱] الضعفاء والمتروکون للدارقطنی ترجمہ ص۱۶۲، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۱ ص۱۹۵، الکامل فی الضعفاء لابن عدی، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص۲۵۶، مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان ص۳۰۔

[۲] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱، ص۲۰۱-۲۰۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ نا بَكْرُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ تَحِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۴۲] ..... الخ "

اس پوری سند میں " حبیب الاسکاف " نامی راوی کا کہیں وجود نہیں ہے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالاحدیث بیان کرنے کے بعد امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں : " یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔ علماء نہیں جانتے کہ بکر بن احمد عن یعقوب بن تحیہ کے علاوہ کسی اور نے اس کو روایت کیا ہو۔ اور یہ دونوں مجہول الحال راوی ہیں " [۴۳]

" بکر بن احمد الواسطی " کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں : " اس کو ابن جوزیؒ نے مجہول بتایا ہے ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ مجہول نہیں ہے " علامہ ذہبیؒ کے اس قول میں بکر بن احمد کی جس جہالت سے انکار کا ذکر ہے بظاہر اس سے مراد اس راوی کی جہالت عین ہے کیونکہ اس سے ابو نعیمؒ ، ابو العلاءؒ اور احمد بن عباسؒ وغیرہ کا سماع ہے ۔ لیکن جہاں تک مذکورہ راوی کی جہالتِ حال کا تعلق ہے وہ تو بدستور قائم ہے ۔

اس روایت کے دوسرے راوی " یعقوب بن اسحاق بن تحیۃ الواسطی " کے متعلق علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں کہ " ثقہ نہیں ہے ۔ اس پر (وضع احادیث کا) اتہام ہے " [۴۵]

تکبیر اولیٰ کی فضیلت میں وارد شدہ حدیث کا ایک اور مرفوع طریق بھی ہے جس سے امام ترمذیؒ واقف نہ تھے ۔ اس طریق کی تخریج بھی اسلم الواسطیؒ نے اپنی " تاریخ " میں اس طرح فرمائی ہے : " ثنا أَحْمَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوَرِّقٍ قَالَ ثنا مَنْصُورُ بْنُ مُهَاجِرٍ أَبُو الْحَسَنِ ثنا أَبُو حَمْزَةَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۴۶] الخ "

اس طریق کو بیان کرنے کے بعد شیخ اسلم الواسطیؒ فرماتے ہیں : " کہ اس میں ابا حمزہ الواسطی کا نام جبیر بن میمون ہے [۴۷] " لیکن علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے

---

[۴۲] العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۴۳۲-۴۳۵ ، [۴۳] ایضاً

[۴۴] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۴۳ ، [۴۵] میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۴۴۸

و تنزیۃ الشریعۃ الموضوعۃ لابن عراق الکنانی ج ۱ ص ۱۲۹ [۴۶] تاریخ واسط ص ۳۶ [۴۷] ایضاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ "مجھے رواۃ میں ایسا کوئی شخص نہیں ملا جس کا نام جبیر بن میمون ہو بلکہ ظاہری طور پر ابا حمزہ "عمران بن ابی عطاء القصاب" ہے جس کے متعلق دولابی اپنی کتاب "الکنیٰ" [۴۸] میں فرماتے ہیں: واسطی سے شعبہ اور ہیثم نے روایت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ مسلمؒ کے رجال میں سے ہے جو اپنے والد، ابن عباس اور انس سے روایت کرتا ہے۔ اس کی توثیق کی گئی ہے۔ بعض نے اس کی تضعیف بھی کی ہے پس اگر اس میں متابعت پائی جاتی ہو تو وہ حسن الحدیث ہے۔" [۴۹]

اگر ابا حمزہ الواسطی کو علامہ ناصر الدین الالبانی کے کہنے کے مطابق "جبیر بن میمون" کے بجائے "عمران بن ابی عطاء القصاب" تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس کی شخصیت عند المحدثین مختلف فیہ ہی ہے۔ چنانچہ امام عقیلیؒ نے اس کا ذکر اپنی "الضعفاء الکبیر" میں کیا ہے۔ آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اس کی حدیث میں متابعت نہیں ہوتی۔" علامہ ذہبی فرماتے ہیں، "اس کی توثیق کی گئی ہے۔ ابو زرعہؒ کا قول ہے کہ لین الحدیث ہے، ابو حاتمؒ اور نسائیؒ فرماتے ہیں کہ قوی نہیں ہے ابو عوانہؒ سے مروی ہے کہ وہ ضعیف ہے ابن ابی خیثمہؒ نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ ثقہ ہے۔" عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ "وہ صالح الحدیث ہے۔" ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی فرماتے ہیں کہ "صدوق ہے لیکن اس میں وہم پایا جاتا ہے۔ ابن معینؒ، ابن حبانؒ اور ابن نمیرؒ کے نزدیک وہ ثقہ ہے۔" عمران بن ابی عطاء کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، تاریخ یحییٰ بن معینؒ، الثقات لابن حبانؒ، تہذیب التہذیب لابن حجر اور میزان الاعتدال للذہبیؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ [۵۰]

واسطیؒ کے اس مرفوع طریق میں ایک دوسرا راوی "منصور بن مہاجر ابو الحسن الواسطی" ہے۔ جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ "مستور" یعنی مجہول الحال ہے۔ ابن طاہرؒ کا قول ہے کہ "منصور غیر معروف ہے۔" علامہ ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں کہ منصور بن مہاجر سے ثقات کی ایک جماعت مثلاً یعقوب بن شیبہؒ وغیرہ نے روایت

[۴۸] الکنیٰ للدولابی ج ۱ ص ۱۵۶ [۴۹] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۶۲۹

[۵۰] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۳ ص ۲۹۹، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۴۳۹، ثقات لابن حبان ج ۵، ص ۲۱۸، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۱۳۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۳۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے لیکن اس کی ثقاہت کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے" مزید تفصیل کے لیے تقریب التہذیب لابن حجر، سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی اور سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔[۵۱]

اس طریق کا ایک تیسرا راوی "اسماعیل بن مرزوق المرادی الکعبی المصری" ہے جس کے متعلق علامہ ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں کہ "اس کا ذکر ابن حبانؒ نے اپنی ثقات میں کیا ہے لیکن طحاویؒ نے اس پر کلام کیا ہے۔ (اور اس طریق کے چوتھے راوی) احمد بن اسماعیل کے متعلق قطعی طور پر کچھ معلوم نہ ہوسکا کیونکہ تاریخ بغداد میں رواۃ کی ایک جماعت کا نام احمد بن اسمٰعیل ہے۔"[۵۲]

پس معلوم ہوا کہ اسلم واسطیؒ کا یہ مرفوع طریق بھی علت سے خالی نہیں ہے۔

تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت کے باب میں جو احادیث وارد ہیں اُن پر محدث شہیر عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ نے تحفۃ الاحوذی فی شرح الترمذیؒ" میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ فجزاہ اللہ علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں:

"رافعیؒ نے امام کے ساتھ تکبیرِ تحریمہ کے ادراک کے سلسلہ میں اسی طرح ایک خبر وارد کی ہے جس کے متعلق امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اُسے طبرانیؒ نے (معجم) الکبیر میں اور عقیلیؒ نے الضعفاء (الکبیر) میں اور حاکم ابو احمد نے (کتاب) الکنیٰ میں ابی کاہل کی حدیث سے بلفظ مصنف روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ میں "یُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى" کا اضافہ کیا ہے۔ عقیلی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد مجہول ہیں ابو احمد الحاکمؒ کا قول ہے کہ اس کی اسناد قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ عقیلی نے الضعفاء (الکبیر) میں اسے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: "لِكُلِّ شَيْءٍ صَفْوَةٌ وَصَفْوَةُ الصَّلٰوةِ[۵۳]

۵۱ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص۲۷، سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی ج ۲ ص۵۹۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی ج ۴ ص۶۲۹، ۵۲ سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی ج ۴ ص۲۳، ۵۳ علامہ مبارک پوریؒ نے اوپر حضرت ابوہریرہؓ کی جس مرفوع حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسے امام عقیلیؒ نے الضعفاء الکبیر (ج ۱ ص۲۴۳) میں اور امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال (ج ۱ ص۴۹۳) میں "حسن بن السکن" کے ترجمہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی قال حدثنا سوید بن سعید قال حدثنا الحسن بن السکن عن الأعمش عن ابی ظبیان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل شئی صفوۃ وصفوۃ الصلوٰۃ التکبیرۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التَّكْبِيْرَةُ الْأُوْلٰی ''[۵۳] اسے بزارؒ نے بھی روایت کیا ہے، اس میں حسن بن السکن[۵۴] کے علاوہ کوئی مجروح راوی نہیں ہے۔ لیکن بزارؒ فرماتے ہیں کہ فلاسؒ اس سے راضی نہ تھے۔ ابونعیمؒ نے بھی حلیۃ الاولیاء) میں عبداللہ بن اوفیٰ کی حدیث سے اس کے مثل بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں حسن بن عمارہ[۵۵] ہے جو ضعیف ہے۔ ابن ابی شیبہؒ نے اس کو

[۵۴] حسن بن السکن کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں: ''امام احمدؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔'' (میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۹۳) اور عقیلیؒ فرماتے ہیں: ''وہ اعمش سے روایت کرتا ہے، اس کی کوئی متابعت نہیں کرتا اور وہ اس کے بغیر معروف نہیں ہے عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حسن بن السکن جو اعمش سے روایت کرتا ہے منکر حدیث ہے'' (الضعفاء الکبیر للعقیلی جلد ۱، صفحہ نمبر ۲۴۴)

[۵۵] علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے ''حلیۃ الاولیاء'' لابی نعیمؒ میں وارد عبداللہ بن اوفیٰ کی حدیث کے ایک ضعیف راوی ''حسن بن عمارہ'' کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہ وہ راوی ہے جسے امام نسائیؒ نے ''متروک الحدیث'' بتایا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''ابن عیینہؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ امام احمد کا قول ہے کہ میں نے اس کی ستر حدیثیں دیکھی ہیں۔ لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ہے''۔ علامہ عجلیؒ فرماتے ہیں: ''اس کو ضعیف گردانا اور اس سے روایت کرنا ترک کیا گیا۔'' علامہ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں: ابن مدینیؒ کا قول ہے کہ وہ حدیث وضع کرتا تھا۔'' حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اسے ''متروک'' بتایا ہے۔ علامہ ابن حبان البستیؒ فرماتے ہیں: ''یحییٰ بن معینؒ کا قول ہے کہ حسن بن عمارہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابوحاتم رازیؒ کا قول ہے کہ حسن بن عمارہ ثقات کے ساتھ تدلیس کرتا ہے۔'' امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: ''ابوداودؒ نے شعبہؒ کے متعلق بیان کیا کہ وہ حسن بن عمارہ کی تکذیب کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے متروک کہا ہے۔ ابن معینؒ کہتے تھے کہ اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ابن المدینیؒ فرماتے تھے کہ شعبہؒ اس سے احتجاج نہیں کرتے تھے۔ جوزجانیؒ نے اسے ساقط کیا ہے۔ ابوحاتمؒ، مسلمؒ، دارقطنی اور ایک جماعت نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ علامہ ہیثمی نے بھی تقریباً یہی اقوال نقل کئے ہیں۔ حسن بن عمارہ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکون للدارقطنیؒ ترجمہ ص ۱۹۶، الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ ترجمہ ص ۱۳۹، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ص ۶۲، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۱ ص ۳۰۳، التاریخ الصغیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۱۱۲، المعرفۃ والتاریخ للبسویؒ ج ۳ ص ۳۴، العلل لابن حنبلؒ ج ۱ ص ۳۳۲، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۲۳۷-۲۴۱، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ ج ۱ ص ۲۷، کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۱۶۹، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ ج ۲ ص ۳۰۶، تعریف اھل التقدیس لابن حجرؒ ص ۱۳۰، تقریب التہذیب لابن
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی مصنف میں ابی الدرداء کی مرفوع حدیث سے اس طرح روایت کیا ہے : لِکُلِّ شَیْءٍ اَنْفٌ وَإِنَّ اَنْفَ الصَّلٰوۃِ التَّکْبِیْرَۃُ الْاُوْلٰی فَحَافِظُوْا عَلَیْھَا ۔ اس کی اسناد میں مجہول رواۃ ہیں تکبیر اولیٰ کی فضیلت کے بارے میں سلف سے کثیر تعداد میں آثار منقول ہیں ۔ طبرانی میں طیٔ کے ایک شخص نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ابن مسعودؓ مسجد کے لیے (گھر سے) نکلے تو تیز روی کے ساتھ چلنے لگے ۔ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں جبکہ آپ خود ایسا کرنے سے منع فرماتے ہیں تو انہوں نے فرمایا : اِنَّمَا اَرَدْتُّ حَدَّ الصَّلٰوۃِ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی الخ جیسا کہ تلخیص وغیرہ میں مذکور ہے[۵۶] "

علامہ شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے " مقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الألسنۃ " میں علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (م ۱۱۶۲ھ) نے "کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس" میں اور علامہ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" میں حدیث : " جس نے چالیس صبح اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص اختیار کیا تو اس کے دل سے (اس کی زبان پر) حکمت کے چشمے ظاہر ہونے لگتے ہیں[۵۷] " کے ضمن میں علامہ قضاعیؒ کے متعلق نقل کیا ہے کہ آں رحمہ اللہ نے

(گزشتہ سے پیوستہ) حجر عسقلانیؒ ج ۱ ص ۲۹۹، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۶ ص ۳۲۵، الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۲۵۶، مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۸۵، ۳۰۲، ۴۲۲، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۱ ص ۱۷۱، کشف ص ۱۳۹، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ج ۱ ص ۵، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للھیثمیؒ ج ۱ ص ۴۲۳۔۴۶۳، ج ۳ ص ۲۰۱۔۲۰۲، ج ۱۰ ص ۲۵۴، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶۹، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۴۲۳۔۴۶۳، ج ۲ ص ۲۰، ج ۳ ص ۶۶ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۲ ص ۵۰۱، ۶۶۰ وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

۵۶ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۰۱-۲۰۲ ۵۷ مسند شہاب للقضاعیؒ ج ۱ ص ۳۰، مقاصد الحسنۃ للسخاوی رح ص ۲۹۵-۳۹۶، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، موضوعات لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۸-۳۲۹، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ج ۲، ص ۳۰۵، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۵۶ وغیرہ (صوفیاء کی چلہ کشی کی تائید میں وارد ہونے والی یہ حدیث موضوع نہیں تو کم از کم انتہائی ضعیف اور قطعاً ناقابلِ احتجاج ضرور ہے۔ تفصیل کے لیے راقم کے مستقل مضمون بعنوان "چلہ کشی" کی طرف رجوع فرمائیں۔) یہ مضمون عنقریب "محدث" میں شائع ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا: "اس سے مراد عشاء و فجر میں باجماعت حاضر ہونا ہے کیونکہ جو ان میں چالیس دن حاضر ہو کر تکبیرِ اولیٰ کو پالے اس کے لیے اللہ تعالیٰ دو چیزوں سے برأت لکھ دیتا ہے۔ اوّل جہنم سے برأت، دوم نفاق سے برأت"[۵۸]

علامہ سخاویؒ اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو ابوالشیخؒ نے اپنی کتاب "الثواب" میں حضرت انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: "مَنْ أَدْرَكَ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلَى مَعَ الْإِمَامِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بَرَاءَتَيْنِ، بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ"[۵۹] لیکن ابوالشیخؒ کی مذکورہ بالا حدیث بھی علت سے خالی نہیں ہے۔

مختصراً یہ کہ تکبیرِ اولیٰ کے ادراک کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم اور بلاشبہ بہت کچھ ہے۔ چنانچہ اس باب میں سلف و صالحین سے کثیر تعداد میں آثار بھی منقول ہیں لیکن محض چالیس دن تکبیرِ اولیٰ کی حفاظت کرنے والے کے لیے جہنم و نفاق سے برأت کا لکھ دیا جانا انتہائی مشتبہ اور مشکوک امر ہے۔ اس ضمن میں وارد جملہ روایات کے ضعف سے قطع نظر اس امر کو جو چیز مشتبہ اور مشکوک بناتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلسل چالیس دن تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ دنیا کی کسی عام مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا اجر بھی وہی کیونکر ممکن ہے جو مسندِ احمدؒ اور طبرانیؒ کی دوسری حدیث میں صرف مسجد نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کا بیان کیا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ مسجدِ نبویؐ میں مسلسل یا غیر مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کا ثواب مسجد حرام اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دنیا کی باقی تمام مساجد میں چالیس ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہاں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے سے جہنم و عذاب و نفاق سے برأت لکھ دی جائے گی تو یہ بڑی خطا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہوئی ہے وہ قطعاً ناقابلِ احتجاج ہے نیز سلف صالحین سے ایسا کرنا کسی طور پر ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا صرف اس مقصد کے حصول کے لیے زائرین مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں ایک ہفتہ قیام کا اہتمام کرنا صریح بدعت ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جہنم، عذاب

---

[۵۸] المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص ۳۹۵-۳۹۶، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۵۶ [۵۹] مقاصد الحسنۃ للسخاوی ص ۳۹۵-۳۹۶، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نفاق سے برأت نہ لکھی جائے تو بھی کم از کم وہاں پڑھی گئی ہر نماز کے بدل ایک ہزار گنا سے بڑھ کر اجر تو ضرور ہی ملے گا تو ہمارا سوال یہ ہے کہ پھر صرف چالیس نمازوں کی قید اور انہیں مسلسل ہی ادا کرنے کی شرط آخر کس لیے ہے؟ کیا از خود دین کے معاملات میں کوئی نئی شرط لگانا یا کسی مخصوص تعداد کا تعین کر کے اس کی پابندی کرنا بدعت کے دائرہ میں نہیں آتا؟ نیز آخر کس نے ہمیں یہ اختیار دیا ہے کہ از خود معاملات شریعت میں نت نئی شرائط کو قائم کر لیں؟ جہاں تک وہاں پڑھی گئی نمازوں پہ ایک ہزار گناہ سے زیادہ اجر حاصل کرنے کی رغبت کا سوال ہے تو یہ نہایت مستحسن بات ہے لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ جسے وہاں کی زیارت کی توفیق بخشے وہ اپنی سہولت کے مطابق زیادہ سے زیادہ اپنی نمازیں مسجد نبویؐ اور مسجد حرام میں ہی پڑھنے کی کوشش کرے تاکہ حرمین شریفین کے اضافی فضائل سے بہرہ ور ہو سکے، سہولت کے مطابق اس لیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لیے آسانی کرنا منظور ہے، دشواری نہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[۶۰]

پس کسی مخصوص تعداد یا تسلسل کا التزام کرنا قطعاً غیر درست ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ردِّ تقلید

حجیتِ حدیث

حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبدالرشید اظہر	۹ روپے صرف

۱۰- بی، اتاترک بلاک ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

---

۶۰ سورۃ البقرۃ - ۱۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ